© rasailojaraid.com

حکمراں طبقہ اسلام کی نظر میں

از

(جناب مولانا محمد ظفیر الدین صاحب مفتاحی)

موجودہ دور میں ظلم و جور کی جیسی فراوانی ہے، وہ کسی انسان سے پوشیدہ نہیں، اور پھر اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر شخص پریشان ہے، کسی کو ایک لمحہ کے لئے چین نہیں، اسلامی ممالک کا حال اس نقطہ نظر سے اور بھی زیادہ قابلِ صد افسوس ہے، دنیا کی یہ ساری پریشاں حالی انجام ہے خدا سے رشتہ توڑنے اور اس کے احکام سے روگردانی کا، انسان سمجھتا ہے کہ ہم اپنے دل و دماغ پر بھروسہ کر کے سارے معاملات کو سلجھا سکتے ہیں، اپنا یقین اور دنیا کا تجربہ ہے کہ یہ خام خیالی ہے۔

ربّ العالمین نے جہاں تمام شعبہ جات زندگی کے لئے قوانین بنائے ہیں، وہاں اس گوشۂ زندگی کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا ہے، بلکہ اس شعبۂ زندگی کا بھی پورا قانون مرتب فرمایا ہے، اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشفی بخش وضاحت فرمائی ہے۔

ملک میں امن و امان کی ذمہ داری حکمراں طبقہ پر ہے، ٹیکس وصول کرنے کا مطلب یہ ہے، کہ حکومت ذمہ داری قبول کرتی ہے کہ ملک کے تمام انسانوں کی عزت و آبرو، مال و دولت اور جان و جسم کی حفاظت حکومت کا فریضہ ہے، جس حکومت کے افراد اپنی ان ذمہ داریوں کا احساس نہ رکھیں، وہ نااہل اور حکومت کے دشمن ہیں، جتنا جلد ممکن ہو، ایسے افراد کو حکومت کی ذمہ داریوں سے علیحدہ کر دیا جائے، اور ان کی جگہ دوسرے لائق آدمی بحال کئے جائیں۔

اسلام نے بڑی تفصیل سے بتایا ہے کہ افرادِ حکومت کے کیا فرائض ہیں، اور جو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنے فرائض بجا نہ لائے، وہ اسلامی قانون میں عند اللہ کتنا بڑا مجرم ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی،

اس سلسلہ میں سب سے پہلے قرآن پاک کی اس آیت کو پڑھیں، رب العالمین فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا	بلا شبہ اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتا ہے
الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا	کہ تم اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو
حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا	اور جب لوگوں میں تصفیہ اور انصاف کرنے
بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ	بیٹھو تو انصاف کے ساتھ تصفیہ کرو، اللہ تعالیٰ
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (النساء-۲)	جس بات کی تم کو نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہے اور اللہ سُننے دیکھنے والا ہے۔

اس آیت میں حکومت کے ذمہ دار افراد کو ان کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ اہلِ حکومت کے فرائض کیا ہیں، اس آیت کا تفسیری ترجمہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ قلم سے ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں،

"اے اہلِ حکومت خواہ تھوڑوں پر حکومت ہو، خواہ بہتوں پر، بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں، کہ اہلِ حقوق کو ان کے حقوق جو تمہارے ذمہ ہیں، پہونچا دیا کرو، اور تم کو یہ بھی حکم دیتے ہیں کہ جب محکوم لوگوں کا تصفیہ کیا کرو، ایسے حقوق میں جو ان میں باہم ایک دوسرے کے ذمہ ہیں، تو عدل و انصاف سے تصفیہ کیا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ جس بات کی تم کو نصیحت کرتے ہیں، وہ بات بہت اچھی ہے دنیا کے اعتبار سے بھی، کہ اس میں بقار حکومت ہے، اور آخرت کے اعتبار سے بھی، کہ موجب قرب و ثواب ہے، بلا شک اللہ تعالیٰ تمہارے اقوال کو، جو دربارۂ امانت و تصفیہ کے تم سے صادر ہوتے ہیں، خوب سنتے ہیں، اور تمہارے افعال کو، جو اس باب میں تم سے واقع ہوتے ہیں، خوب دیکھتے ہیں، تو اگر کمی و کوتاہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کروگے، مطلع ہوکر تم کو سزا دیں گے“

اس مختصر سی آیت میں رب العزت نے جو معجزانہ پیرایہ اختیار کیا ہے، اور جس طرح حکمراں طبقہ کے فرائض کو بیان کیا ہے اس کا آپ کو اندازہ ہوا ہوگا، اور آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ اسلام کے قانون میں اہلِ حکومت کی کیا ذمہ داری ہے، اور ذمہ داری میں کوتاہی اور غفلت کرنے پر کیسی وعیدِ شدید ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں جو کچھ فرمایا ہے ان میں سے بھی یہ چند حدیثیں سامنے رکھ کر سوچئے اور فیصلہ کیجئے، کہ اسلام نے خلیفہ اور حکمراں طبقہ پر کیا فرائض عاید کئے ہیں، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما من عبد یسترعیہ اللہ رعیۃ	اللہ جس بندہ کو بھی رعیت کا نگراں بنائے
فلم یحطھا بنصیحۃ الا لم یجد رائحۃ	اور وہ اپنی خیر خواہی سے رعیت سے ظلم دور
الجنۃ متفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب الامارۃ)	نہ کرے، تو وہ جنت کی بو بھی نہ پائے گا۔

ایک دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا بدترین فرمانروا وہ ہے جو پبلک پر ظلم کرے اور اور ان پر رحم و کرم نہ کرے[۲]، ایک حدیث میں ہے کہ سید الکونین نے فرمایا تم جانتے ہو قیامت کی گرمی جب شباب پر ہوگی اور اللہ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا تو تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے سایہ کی طرف کون لوگ پناہ لینے کے لئے بڑھیں گے، صحابہ کرام نے فرمایا کہ اللہ اور اس کا رسول بہت علم رکھتا ہے آپ نے فرمایا وہ افرادِ حکومت کہ جب ان سے کلمۂ حق کہا جاتا ہے تو بے چون و چرا قبول کرتے ہیں، جب کوئی ان سے اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ اس پر اس کا حق خرچ کرتے ہیں، اور جب وہ لوگوں میں فیصلہ کرنے کے لئے عدالت کی کرسی پر بیٹھتے ہیں، تو، اپنے حق میں انصاف کرنے کی طرح لوگوں میں انصاف کرتے ہیں[۳] (جیسا کہ قرآن

[۱] بیان القرآن ج ۲ ص ۱۲۶ [۲] و [۳] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں رب العالمین کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو اللہ کے واسطے انصاف کرو گو اپنے خلاف یا والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ کرنا پڑے)

حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو حکمراں کسی رعیت پر ظلم کرے گا، یا اس کے حق میں خیانت کرے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے حکمراں پر جنت کی بو حرام کردے گا[۱] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کا کوئی فرد لوگوں کی کسی چیز کا والی بنایا جائے اور وہ پبلک کی اسی طرح حفاظت و نگرانی نہیں کرے جس طرح وہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی حفاظت و نگرانی کرتا ہے تو ایسا شخص جنت کی بو بھی نہ پائے گا۔[۲]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے۔

اے اللہ! جو میری امت کے کسی معاملہ کا ذمہ دار اور نگراں بنایا جائے، اور وہ ان پر ناحق سختی کرے، تو تو بھی اس پر سختی فرما اور جو میری امت کے کسی شعبۂ زندگی کا ذمہ دار ہو، اور وہ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے، تو تو بھی نرمی فرما۔[۳]

اسی طرح ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ بہترین افرادِ حکومت کون ہیں اور بدترین کون؟ ارشاد فرمایا بہترین افرادِ حکومت تم میں وہ لوگ ہیں، جن سے تم کو محبت ہو اور ان کو تم سے محبت و پیار ہو، تم ان کے حق میں دعا کرو، اور وہ تمہارے لئے دعا گو ہوں اور بدترین افرادِ حکومت وہ ہیں جن کو تم مبغوض رکھو اور وہ تم کو مبغوض رکھیں، تم ان کو لعنت کرو وہ تم کو لعنت کریں۔[۴]

جو کچھ عرض کیا جا رہا ہے غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ حکومت پر کیا ذمہ داری عاید کی ہے اور پھر ان ذمہ داریوں میں کوتاہی پر اسلام

---

[۱] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ عن البخاری و مسلم ص۳۲۱ و جمع الفوائد ج ۱ ص ۳۱۶ [۲] جمع الفوائد ج ۱ ص ۳۱۸
[۳] جمع الفوائد ج ۱ ص ۳۱۷ [۴] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ عن مسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے کتنی گرفت کی ہے، پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا

من ولی من امر الناس شیئا	کوئی لوگوں کے کسی محکمہ کا ذمہ دار ہو اور وہ
ثم اغلق بابه دون المسلمین	مسلمان، یا مظلوم اور یا حاجت مند پر اپنا
او المظلوم او ذی الحاجة اغلق	دروازہ بند کرے، تو رب العالمین بھی اس پر
الله دونه ابواب رحمته عند	اپنی رحمت کا دروازہ اس وقت بند کرلیں گے
حاجته وفقرہ افقر مایکون الیه	جب اس کو ضرورت یا محتاجی پیش آئے گی۔

(مشکوٰۃ کتاب الامارۃ)

اس حدیث کے راوی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسی وجہ سے دستور تھا کہ انھوں نے ایک آدمی ہی مقرر کر رکھا تھا، جو لوگوں کی ضرورتیں لاکر ان کے سامنے پیش کرتا، تاکہ کوئی حاجت مند ایسا باقی نہ رہے جس کی حاجت نہ پہنچ سکے، یا وہ اپنی کسی مجبوری سے خود حاضر نہ ہو سکے۔

دوسری حدیث میں اسی مضمون کو اس طرح ادا کیا گیا ہے کہ اگر افرادِ حکومت میں سے کسی نے ایسا وطیرہ اختیار کیا جس سے ضرورت مند اپنی حاجت روائی نہ کر سکیں اور خلیفہ اور والی تک نہ پہنچ سکیں، تو رب العالمین ایسے فرد کی دعا قبول نہیں کرتا، اور اس کی آرزو کے پورا ہونے میں رب العزت کی رحمت دستگیری نہیں کرتی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے گورنروں کو ہدایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ گورنر کسی طرح پبلک پر سختی نہ کرنے پائیں، اور نہ ان کا مال غصب کرنے کی سعی کریں، پھر آپ نے پبلک کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا

"تم میں سے جس کے ساتھ حکومت کے آدمی ناجائز سختی سے پیش آئیں، ان کا مقدمہ میرے یہاں پیش کیا جائے میں ان سے بازپرس کروں گا، اور پورا بدلہ اسے چکھاؤں گا"

آپ کے اس خطاب کو سن کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"کیا آپ ایسے شخص سے بدلہ اور قصاص لیں گے، جو اپنی رعیت کو ادب دے؟"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر جواب دیا

ای والذی نفسی بیدہ لاقصہ وقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقص من نفسہ (جمع الفوائد ص۳۱ ج۱۲)

ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ و قدرت میں مری جان ہے یقیناً بدلہ لوں گا (اور کیسے نہ لوں گا) جب کہ میں نے خود آنحضرت صلعم کو اپنے آپ سے بدلہ لیتے دیکھا ہے۔

الفاظ نقل کرنے کا منشا یہ ہے کہ غور کریں، جواب کا لب و لہجہ کتنا تیز اور برجستہ ہے اور ساتھ ہی کس قدر مدلل اور ٹھوس ہے، کہیں سے کوئی کمزوری اور خواہ مخواہ حکام کی پاسداری کا کوئی جذبہ نکلتا ہے؟ اور وہ کیسے گورنروں کی ناجائز پاسداری کرتے، جس کی زندگی کا نقشہ یہ ہو، کہ اس کی نگاہ میں پبلک اور عوام کی جو عزت ہے وہ کسی اور کی نہیں۔

اسلام میں جو سب سے بڑا مرتبہ رکھتا ہے، وہ بھی قانون میں ایک معمولی انسان سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، اسی کی ترجمانی ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے (جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں) قیصر روم کے دربار میں کی تھی، فرمایا تھا

"ہمارا سردار ہم میں کا ایک فرد ہے، اگر ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی کرے، تو ہم اس کو اپنا سردار باقی رکھیں گے، اور اگر ان کے سوا وہ کسی اور چیز پر

۱؎ انہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جب قحط پڑا تھا تو آپ نے قسم کھائی تھی، جب تک قحط دور نہ ہو جائے گا گھی اور شہد نہ کھاؤں گا، قحط کے زمانہ میں آپ روٹی زیتون کے تیل کے ساتھ استعمال کرتے رہے، حتیٰ کہ آپ کا معدہ خراب ہو گیا، آپ کا غلام یہ حالت دیکھ کر بازار سے کچھ گھی اور شہد خرید لایا اور عرض کیا، یا امیر المومنین! اپنی قسم کا کفارہ دے دیجئے، اور اسے استعمال کر لیجئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ جب تک میں خود تکلیف نہ اٹھاؤں، دوسروں کی تکالیف کا اندازہ کیسے کر سکتا ہوں، پھر آپ نے اس گھی اور شہد کو صدقہ کرنے کا حکم دیا (تاریخ ملت ص۱۶۵ ج۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عمل کرے، تو ہم اس کو معزول کر دیں گے، اگر وہ چوری کرے تو ہاتھ کاٹیں، اگر زنا کرے تو سنگسار کریں، اگر وہ کسی کو گالی دے تو وہ بھی اس کو اسی طرح گالی دے، اور اگر وہ کسی کو زخمی کرے تو اس کا بدلہ دینا پڑے، وہ ہم سے چھپ کر پردے میں نہیں بیٹھتا، وہ ہم سے غرور نہیں کرتا، مال غنیمت میں اپنے آپ کو ہم پر ترجیح نہیں دے سکتا، وہ ہم میں ایک معمولی آدمی کا رتبہ رکھتا ہے[1]"

یہی وجہ ہے اسلام نے حکمراں طبقہ کے صدر اعظم کو خصوصیت سے انصاف کی تاکید کی ہے اور بار بار اسے دہرایا ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعدد اقوال میں بتایا ہے کہ عدل و انصاف امام وقت کا کتنا اہم فریضہ ہے، اور اس کی خلاف ورزی اس کے لئے دین و دنیا میں کس قدر نقصان اور خسران کا سبب ہے، اوپر آپ یہ آیت پڑھ آئے ہیں -

وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ (النساء - ۸) — جب تم لوگوں میں تصفیہ کرنے لگو تو انصاف سے تصفیہ کیا کرو -

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"سلطان روئے زمین پر اللہ کا سایہ ہے، (اس معنی میں کہ رب العالمین نے اسے زمین پر اقتدار بخشا ہے) ہر مظلوم، بندگان خدا میں سے اس کی طرف پناہ لینے کی سعی کرتا ہے، پس اگر سلطان نے انصاف برتا تب تو اس کے لئے اللہ کے یہاں بدلہ اور اجر ہے اور رعیت کا فریضہ ہے کہ اپنے منصف سلطان کا شکریہ ادا کرے، اور اگر سلطان نے جور و ظلم سے کام لیا تو اس پر بار گناہ ہے اور رعیت کو صبر سے کام لینا چاہیے[2] (خود رب العزت منتقم حقیقی ہے)

ایک موقع سے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حکومت کو عدل و انصاف کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا

"قیامت کے دن اللہ کو سب سے پیارا، اور سب سے زیادہ نزدیک مجلس والا منصف امام ہے،

---

[1] آئینہ حقیقت نما صـ۲۹ [2] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور قیامت کے دن رب العالمین جس کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کرے گا اور اپنے سے دور جگہ دے گا، وہ ظالم امام ہے[1]۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر تین چیزوں کا خطرہ ہے، ان میں ایک یہ بھی فرمایا

"سلطان کا جور و ظلم کو پیشہ بنانا"[2]

حضرت معاویہؓ کا بیان ہے کہ ایک بار مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"اے معاویہ! اگر تم کسی کام کے ذمہ دار بنائے جاؤ، تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور انصاف کرنا"[3]۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"قیامت کے دن اللہ کے بندوں میں سے اللہ کے دربار میں سب سے بڑے مرتبہ والا انصاف دوست امام ہے جو رعیت کے حق میں نرم خو اور مہربان ہو، اور لوگوں میں سب سے بدترین اللہ تعالیٰ کے یہاں ظالم امام ہے جو درشت خو اور تند مزاج ہو"[4]

ایک حدیث میں ہے کہ سرکار دوعالم صلعم نے فرمایا

"جو ذمہ دار حکومت اپنی حدود اختیار میں عدل کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے بغل میں نور منبر عطا فرمائے گا"

ان چند حدیثوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل و انصاف کی کس قدر تاکید کی ہے اور ظلم و جور سے کس کس طرح روکا ہے۔

یہ عدل و انصاف کی تاکید بے وجہ نہیں، یہی چیز امن و امان کی بنیاد ہے، اور قوم و ملک کے اطمینان و سکون کی ضامن کیوں کہ اگر عدل و انصاف نہ رہا، تو پھر زندگی کے تمام شعبہ جات پبلک پر تنگ ہو جائیں گے، اور خلیفہ کو من مانی کارروائی کرنے کا موقع

---

[1] مشکوٰۃ عن الترمذی ص۳۲۳ [2] مشکوٰۃ کتاب الامارہ [3] ایضاً [4] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء ص۳۲۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مل جائے گا، اگر عدل و انصاف کی کچھ بھی قدر ہے تو حکمراں کا فریضہ ہوگا، کہ وہ حکومت کے تمام شعبوں میں ان آدمیوں کو بحال کرے جو اس کے واقعی مستحق اور اہل ہوں ایک لمحہ کے لئے اس کی گنجائش نہیں نکلتی کہ وہ قرابت داری کا لحاظ کرے یا خاندان و نسل کا پاس، اپنی ذاتی خواہش کو بیچ میں لائے، یا اپنے حرص و ہوس کی غلامی کرے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

من ولی امر المسلمین شیئاً فولی	جو شخص کسی کو مسلمان کے معاملوں میں کسی معاملہ کا
رجلا وھو یجد من ھو اصلح للمسلمین	ذمہ دار بنانے لگے اور ایسے شخص کو بنائے کہ اس کو
منہ فقد خان اللہ و رسولہ	مسلمان کے حق میں دوسرا لائق ترین شخص مل رہا تھا
(السیاسۃ الشرعیۃ لابن تیمیہ ص۳)	اس کو چھوڑ دیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی

ایک دوسری روایت ہے کہ آپ نے فرمایا

من قلد رجلا عملا علی عصابۃ وھو	جو شخص کسی کو کسی قومی کام کا ذمہ دار بنائے حالانکہ اس قوم
یجد فی ملک العصابۃ ارضی منہ	میں اس کو اس سے زیادہ اچھا آدمی اس کام کے
فقد خان اللہ و رسولہ و خان المومنین	لئے مل رہا تھا، تو اس نے اللہ، اس کے رسول اور
رواہ الحاکم فی صحیحہ (السیاسۃ الشرعیۃ ص۳)	مومنوں سے خیانت کی،

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

من ولی امر المسلمین شیئاً فولی رجلا	مسلمانوں کے کسی اہم شعبہ کا کسی کو ذمہ دار بنانا ہو، اور وہ
لمودۃ او قرابۃ بینھما فقد خان اللہ	کسی کو صرف اس بنیاد پر اس شعبہ میں رکھ دیا، کہ اس سے
و رسولہ والمسلمین (السیاسۃ الشرعیۃ ص۳)	دوستی یا قرابتداری تھی، تو اس نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت کی

ان حدیثوں سے کتنی صراحت کے ساتھ یہ بات معلوم ہوئی کہ حکومت کے کسی شعبہ میں اگر کام کرنے والوں کی ضرورت ہو تو حکمراں طبقہ آزاد نہیں ہے کہ جس کو چاہے اس جگہ پر رکھ دے، بلکہ اس کا فریضہ ہے کہ جستجو اور تلاش کرکے جو اس کا صحیح لائق ہے اس کے حوالہ کرے، یہ اللہ تعالیٰ اور پبلک کی ایک ضروری امانت ہے اور حکمراں طبقہ امین کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی امانت داری کا تقاضا ہے کہ وہ کوتاہی اور غفلت سے کام نہ لے، اقرباپروری، دوست نوازی اور ناجائز پاسداری کا خیال دل کے کونے کونے سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نکال پھینکیے، انھی حدیثوں کے پیش نظر علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

"حکومت کے تمام محکموں کے لئے ایسے آدمیوں کا انتخاب ضروری ہے، جو اس کے لائق اور صحیح معنی میں اس کی صلاحیت رکھتے ہوں، . . . اور تمام شعبہ جات کے ذمہ داروں کا فریضہ ہے کہ اپنا نائب اور عامل ان لوگوں کو بنائیں جو ان میں سب سے زیادہ باصلاحیت اور مستحق ہوں[1]"

کسی کو اس وجہ سے جگہ دینے میں ترجیح ہرگز نہ دی جائے، کہ اس نے پہلے درخواست دی ہے، یا اپنی خدمت پیش کی ہے، علامہ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ یہ وجوہ تو جگہ نہ دینے کے ہیں اور دلیل میں صحیحین وغیرہ کی ان حدیثوں کو پیش کیا ہے، جن میں آپ نے حرص و ہوس رکھنے اور درخواست دینے والوں کو جگہ نہیں دی، چنانچہ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ مجھے فلاں جگہ عطا کی جائے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا۔

انا واللہ لا نولی ھذا العمل احداً سالہ او احدا حرص علیہ — بخدا میں کسی ایسے شخص کو اس کام کا ذمہ دار نہ بناؤں گا، جو مجھ سے اس کا سوال کرے گا، یا جو اس کے لئے لالچ کا اظہار کرے گا۔

(مشکوٰۃ کتاب الامارۃ)

حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا

"امارۃ کی ہوس نہ کرو، اور نہ اس کے لئے درخواست دو، اگر درخواست اور التجا پر تمہارے سپرد یہ کام ہوا، تو تم اس اہم کام کو نباہ نہ سکو گے اور نہ تمہاری مدد ہو سکے گی، ہاں اگر بغیر سوال یہ خدمت تمہارے حوالے کی جائے تو بلاشبہ امداد و اعانت کی امید ہے[2]"

اس طرح ایک دفعہ حضرت ابو ذرؓ نے درخواست کی تو فرمایا اور شفقت و محبت کے لب و لہجہ میں فرمایا

---

[1] السیاسۃ الشرعیہ فی اصلاح الراعی والرعیہ ص ۳ لابن تیمیہ [2] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ عن البخاری ومسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"ابو ذر! تم کمزور ہو، اور یہ کام ذمہ داری کا ہے، قیامت کے دن رسوائی اور باعث ندامت ہوگا (لہذا پرہیز کرو) ہاں وہ شخص ایسی ذمہ داری قبول کر سکتا ہے، جو پورے طور پر ذمہ داری کے حقوق کو ادا کر سکے[1] اور کسی کا اپنے کو اس لایق سمجھنا زیبا نہیں)

ایک مرتبہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"تم دیکھو گے کہ جو بہترین لوگ ہیں وہ اس طرح کی ذمہ داری کے کام کو بہت ہی ناگوار سمجھتے ہیں ہاں وہ خواہ مخواہ اس ذمہ داری میں پکڑے جائیں وہ الگ بات ہے[2]"

ان حدیثوں کو سامنے رکھتے ہوئے ماننا پڑے گا کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں حکومت سے متعلق کاموں سے اپنے آپ کو وسعت بھر بچانا ہی اچھا ہے، اور یہ کہ آپ کا یہی دستور تھا کہ جو لوگ حرص و ہوس کا شکار ہو کر خود حکومت کے کسی شعبہ میں رہنا چاہتے تھے، ان کو آپ کسی قیمت پر نہیں رکھتے تھے، اور اس کی وجہ یہی بیان فرماتے تھے کہ ایسی حالت میں مولیٰ کی دستگیری اور پبلک کی اعانت جیسی چاہیے، ہونے کی امید نہیں، ہاں بغیر خواہش کوئی طاقت رہنے پر مجبور کر دے، تو خدا کے بھروسہ پر قبول کر لے، کیوں کہ ایسی حالت میں رب العزت کی طرف سے نصرت کی توقع ہے، حدیث میں آیا ہے

من طلب القضاء واستعان علیہ وکل الیہ ومن لم یطلب القضاء ولم یستعن علیہ انزل الیہ ملکا یسدد کا رواہ اہل السنن	جو شخص شعبہ قضا کا طالب ہو اور اس پر امداد کا خواہاں تو اس کو بے سہارا چھوڑ دیا جائے گا، اور جو نہ اس کا طالب ہو اور مدد کا خواہاں تو اس کی فرشتہ کے ذریعہ راہ نمائی کی جائے گی۔

(السیاسۃ الشرعیہ ص۲۴)

بہر حال عرض یہ کیا جا رہا تھا کہ حکومت کے مختلف شعبوں میں ان لوگوں کو رکھا جائے جو ان کے اہل ہوں اور رکھنے والے کا فریضہ ہے کہ اصلح اور مستحق کو تلاش کر کے لائے اور

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ عن البخاری [2] ایضاً عن البخاری ومسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جگہ دے، غیر اہل کو کسی صورت میں ذمہ داری کا کوئی کام حوالہ نہ کیا جائے، اگر کوئی اس کے خلاف کرتا ہے، تو وہ امانت کا حق ادا نہیں کرتا، چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فان عدل عن الاحق الاصلح الی	(حکمراں طبقہ میں) کسی نے اگر اپنی قرابتداری
غیرہ لاجل قرابۃ بینھما او	رشتہ آزادی، دوستی، یا شہر، مذہب،
ولاء عتاقۃ او صداقۃ او موافقۃ	طریقہ اور یا جنس کی موافقت کی وجہ سے اصلح
فی بلد او مذھب او طریقۃ	اور لایق ترین کو چھوڑ دیا، جیسے عربی نے عربی
او جنس کالعربیۃ والفارسیۃ	کو، یا فارسی نے فارسی کو یا رومی نے رومی کو
والترکیۃ والرومیۃ او لرشوۃ	جنس کی وجہ سے ترجیح دیا، یا رشوت میں مال
یاخذھا منہ من مال او منفعۃ	وغیرہ لے کر اس نے ناانصافی کی، یا اس لئے
او غیر ذالک من الاسباب او	حقدار اور باصلاحیت کو نظر انداز کیا کہ اس
لضغن فی قلبہ علی الاحق او	سے عداوت یا کینہ وغیرہ تھا ان تمام صورتوں
عداوۃ بینھما فقد خان اللہ	میں اس نے اللہ تعالیٰ، اس کے مقدس رسول
ورسولہ والمومنین ودخل	اور مسلمانوں سے خیانت کی، اور اس آیت
فیما نھی عنہ فی قولہ تعالی یا	کے تحت داخل ہو گیا جس سے اس سے روکا
ایھا الذین امنوا لاتخونوا اللہ	گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے ایمان والو!
والرسول ولا تخونوا امانا تکم	اللہ تعالیٰ اور رسول سے خیانت نہ کرو، اور نہ
وانتم تعلمون (السیاسۃ الشرعیۃ ص۲)	اپنی امانت میں تم خیانت کرو، حالانکہ تم جانتے ہو۔

حکومت کی ذمہ داری اہل حکومت کے ہاتھوں میں امانت کی حیثیت رکھتی ہے، اسی لئے قرآن پاک اور حدیثوں میں عموماً ایسے موقع کے لئے امانت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، شروع مضمون میں جو آیت میں نے نقل کی ہے اس میں آپ پڑھ آئے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ (النساء-۸)	بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ حقوق ادا کرو

(باقی آئندہ)

© rasailojaraid.com